فون نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

REGD. NO. L. 5254

جلد ۴۹/۱۴ | ۲۶ وفا ۱۳۳۹ ہش | ۲۶ جولائی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۶۹

"آزادی کی حفاظت اور ملک کی ترقی کیلئے مضبوط جمہوری حکومت کا وجود اشد ضروری ہے"

"پارلیمانی سسٹم کو پھر آزمانا انتہائی حماقت ہوگی" — سرکاری افسروں سے صدر ایوب کا خطاب

ڈھاکہ ۲۵ جولائی۔ صدر ایوب نے کل ڈھاکہ میں اعلان کیا کہ آزادی کی حفاظت۔ اصلاحات کے نفاذ اور ملک کی ترقی کے لئے ایک مضبوط جمہوری اور پائدار حکومت کا وجود اشد ضروری ہے۔ آئندہ دستور کا ذکر کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ پارلیمانی نظام ملک میں ناکام ہو چکا ہے۔ اور اسے پھر آزمانا انتہائی حماقت ہوگی — صدر ایوب نے ہندوستان سے گہرے دوستانہ تعلقات کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا افسوس ہے کہ ہندوستان سے دوستی کا خواب ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ صدر ایوب نے پاکستان میں اشتراکی خطرے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یوں تو شمال (چین) کی جانب سے بھی اشتراکی خطرہ زیادہ دور نہیں۔ تاہم بھارتی اشتراکیت ہمارے دروازوں پر دستک دے رہی ہے۔ اور وہ مشرقی پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لینے کی مسلسل جدوجہد کر رہی ہے۔ صدر نے انتباہ کیا کہ پاکستان ایسی طاقتوں سے گھرا ہوا ہے جو پاکستان کی ہر کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔

صدر ایوب کل صبح ڈھاکہ کے گورنمنٹ ہاؤس میں افسروں سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے اختیارات کی مرکزیت ختم کرنے اور انتظامی مشنری کی اصلاح پر زور دیا۔ آپ نے کہا ماضی میں حکمرانوں کے سامنے صرف یہ اصول ہوتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح ملک کی حکومت چلائی جائے۔ اب اصول یہ ہے کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ زندگی کی روح پھونکی جائے۔ اور دولت اور فارغ البالی پیدا کی جائے۔ صدر نے کہا مرکزی حکومت کے فرائض کے متعلق میرا یہ تصور ہے کہ اسے صرف ان مسائل سے عہدہ برآ ہونا چاہیئے جن کا تعلق سارے ملک سے ہو۔ اسی طرح صوبائی حکومتیں صرف ان مسائل سے نپٹنے کی کوشش کریں جو سارے صوبہ کو متاثر کرتے ہوں باقی ماندہ اختیارات کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے پاس ہونے چاہئیں تاکہ وہ موقعہ پر فیصلے کر سکیں۔

ہمسایوں سے دوستی

صدر ایوب نے پاکستان کو درپیش بنیادی مسائل اور

بین الاقوامی تعاون کا ادارہ پاکستان کو مزید ایک کروڑ روپے قرض دیگا

یہ رقم کراچی میں ہوائی اڈے کے رن وے کی تعمیر پر خرچ کی جائیگی

کراچی ۲۵ جولائی۔ امریکہ کے بین الاقوامی تعاون کے ادارے نے پاکستان کو ایک کروڑ روپے کا مزید قرض دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ کراچی کے شہری ہوابازی کے ہوائی اڈے کے رن وے کی تعمیر کے مزید اخراجات کا انتظام کیا جا سکے۔ اس رن وے کی تعمیر اسی لئے شروع کی گئی ہے تاکہ عصر حاضر کے بہترین جیٹ طیاروں کے اترنے میں آسانی پیدا کی جا سکے۔ امریکہ کا ترقیاتی فنڈ اس مقصد کے لئے اس سے پیشتر اڑتالیس لاکھ ڈالر کا قرض دے چکا ہے۔ تاکہ زرمبادلہ کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ یہ رن وے فروری میں مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد کراچی کا ہوائی اڈہ ایسے اڈوں میں شمار ہونے لگے گا جہاں عصر حاضر کے تمام طیاروں کو اترنے میں ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کیلئے دعا کی تحریک

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی ربوہ

حیدر آباد دکن انڈیا سے اطلاع آئی ہے کہ حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب اب بہت کمزور ہو گئے ہیں اور بیمار بھی رہتے ہیں۔ جیسا کہ دوست جانتے ہیں حضرت سیٹھ صاحب کا وجود بہت مبارک ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اخلاص اور جذبۂ خدمت عطا کیا ہے۔ وہ حقیقۃً قابل رشک ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور نیکی اور خدمات کی وجہ سے اس طبقہ میں شامل ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں سابقون کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ یعنی جو بعد میں آتے ہیں مگر اپنی نیکیوں اور قربانیوں کی وجہ سے آگے نکل جاتے ہیں۔ پس اب جبکہ حضرت سیٹھ صاحب اپنی عمر اور بیماری کی وجہ سے ضعف کی انتہائی حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ اور ان کی مالی حالت بھی مخدوش ہے۔ احباب جماعت کا فرض ہے کہ انہیں اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مومنانہ اخوت کا یہ اولین فریضہ ہے جسے دوستوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ

فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۶۰/۷/۲۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایبٹ آباد

(۱) ایبٹ آباد ۲۳ جولائی بوقت سوا نو بجے شب

"رات حضور کو بے چینی کے باعث ٹھیک طرح نیند نہیں آئی مگر آج دن بھر طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی"

(۲) ایبٹ آباد ۲۴ جولائی بوقت سوا آٹھ بجے شب

رات نیند اچھی آگئی۔ آج سارا دن طبیعت بفضلہ تعالیٰ نسبتاً اچھی رہی۔"

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ کام والی لمبی زندگی عطا کرے آمین

درخواست دعا

از محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب ایبٹ آباد

خاکسار جب سے ایبٹ آباد آیا ہے۔ اس وقت سے طبیعت خراب چلی آرہی ہے حرارت رہتی ہے اور کانوں کی شنوائی کم ہو گئی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ خالصۃً للہ دعا کریں کہ بخار ہٹ جائے اور شنوائی بحال ہو جائے۔ آمین

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۰ء

غیر مبایعین کا رویہ

ہم ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ تلخ اختلافات کی داستان کو نہ چھیڑا جائے اور اگر بامر مجبوری اختلافی مسئلہ کے متعلق کچھ کہنا پڑے تو شخصیتوں پر حملہ کی بجائے اصولی بحث تک اپنے الفاظ کو محدود رکھا جائے۔ یہ طریق آریوں اور عیسائیوں کا ہے کہ وہ اصولی بحث کو چھوڑ کر آنحضرت صلعم کی ذات پر الزامات لگانے کی کوشش کرتے ہیں عموماً یہ خاصہ انہیں لوگوں کا ہوتا ہے۔ جن کے سامنے کوئی مقصد نہیں ہوتا بلکہ کسی دینی یا اور لحاظ سے عظیم شخصیت کی ذاتی مخالفت ہوتی ہے۔ اور اس امر میں وہ اندھا دھند جو نوک زبان پر آتا ہے کہتے یا جو نوک قلم پر آتا ہے لکھتے رہتے ہیں۔ ان کی غرض اصلاح تو ہرگز نہیں ہوتی صرف اپنی خود پسندی اور باغیانہ فطرت کا اظہار رہتا ہے نہ تو وہ خود کوئی دینی یا دوسری ترقی کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔

اسی قسم کی طبیعت کچھ ان لوگوں نے پائی ہے جو اپنے آپ کو خلافت احمدیہ سے الگ کر چکے ہیں۔ اختلافی مسائل تو انہوں نے محض ایک شخصیت کی ذاتی مخالفت کو پردے میں چھپانے کے لئے اٹھائے ہیں۔ اصل بنیاد اس غرور نفس پر ہے جس سے انسان دوسروں کی اطاعت کو اپنی گردن پر بارگراں محسوس کرتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان کسی سے اختلاف ہی نہ کرے اور ہر کس و ناکس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال لے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کوئی مثلاً کسی شخص کی خلافت کو نہ مانے تو اس کو ہر قسم کے حملوں کا ہدف بنانا ہی اپنا دین و دیان بنا بیٹھے بلکہ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص پر جس کو دوسروں نے اپنا خلیفہ مان لیا ہے جائز حد تک تنقید نہ کرے۔ اس سے کوئی نہیں روکتا لیکن جیسا کہ ہم نے کہا ہے اگر کوئی مخالفت کو اپنا عقیدہ ہی بنا لے۔ اور دین کے مثبت پہلوؤں کی بجائے کسی شخص کی ذات پر اعتراض کرنے ہی کو اپنا عظیم مقصد ٹھہرا لے تو ایسے شخص کو خسران فی الدین والدنیا کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کی فطرت اس مکھی کی طرح ہوتی ہے جو ہر وقت نجاست کی تلاش میں رہتی ہے۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض غیر مبایعین نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ ان میں بے شک ایسے بھی لوگ ہیں جو بوجوہات خلافت احمدیہ سے منسلک ہونا اصولاً جائز نہیں سمجھتے۔ مگر وہ اٹھتے بیٹھتے ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مخالفت بھی نہیں کرتے۔ ہم ایسے لوگوں کی قدر کرتے ہیں جو خلافت سے تو منسلک نہیں۔ مگر وہ محض مخالفت کے لئے ہندی کی چندی نہیں نکالتے اور نہ معصوم لوگوں پر ذاتی حملے کرتے ہیں کیونکہ ماننا یا نہ ماننا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ اپنا پیشہ سمجھتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ پر ہر قسم کا حملہ کر کے اسکو نظروں سے گرایا جائے وہ ہر اخلاقی اصول کے مطابق قابل مواخذہ ہیں اور نیک لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں سے احتراز کریں۔

مبائعین اور غیر مبائعین میں اختلافی مسائل پر تقریباً پچاس سال سے بحث و مباحثہ ہوتا چلا آیا ہے اور اصول کے مطابق ان اختلافی مسائل کے متعلق دونوں طرف سے جو کچھ کہنا تھا کہا جا چکا ہے۔ کتابیں اور دیگر لٹریچر موجود ہے ان کو پڑھ کر ہر شخص اپنی عقل اور فکر کے مطابق نتائج اخذ کر سکتا ہے۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ چونکہ یہ مسائل ان غیر مبائعین کے اصلی محرک نہیں تھے اور اصلی محرک ایک شخصیت تھی جس کی قیادت ان کے لئے بارگراں تھی اور اس وجہ سے انہوں نے اختلافی مسائل کا ڈھونگ رچایا تھا اور باوجود ہر طرح کے غیر مہذبانہ حملوں کے اس کو ابتک گزند نہیں پہنچا سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسکو ان کے مقابلہ میں فتح پر فتح ہی دیتا چلا گیا۔ اسلئے وہ غصہ اور جوش میں آکر بار بار اس کی شخصیت پر نئے نئے روپ میں کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس قدر ناکام ہوتے ہیں اسی قدر اور زیادہ جھنجھلا کر حملہ کرتے ہیں۔

چنانچہ آجکل ایک مدت سے قرسانوی مکڑی کا جالا تن رہے ہیں۔ سوفسطائی انداز سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مصلح موعود اسوقت آئیگا جب احمدیت یا حقیقی اسلام دنیا کے پردے سے بالکل غیب ہو جائیگا۔ اور مصلح موعود کے زمانہ کو ایسا زمانہ ظاہر کر رہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ مستقل نبی اور رسول بھیجتا رہا ہے۔ اپنا مفروضہ ثابت کرنے کے لئے ایسے نادر مگر معدوم دلائل لاطائل لا رہے ہیں کہ جن کے لئے قرآن کریم "قالوا سلاما" کے الفاظ لایا ہے۔ اور چونکہ ہم مثبت .... کی وجہ سے اس فضول بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے وہ اور بھی پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ شاید وہ کوئی بڑی خدمت ادا کر رہے ہیں جس طرح ریتی چاٹ کر کوئی مزہ لینے لگے کہ اپنا نہیں بلکہ دوسروں کا خون پی رہا ہے۔ خیر اس کو تو ہم برداشت کر ہی رہے تھے۔ کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اسلئے بے باک ہو گئے ہیں کہ سارا نہ کی جماعت احمدیہ کا ریکارڈ بھارت میں رہ گیا ہے تاہم حیرت یہ ہے کہ اب کسی "اسلم پرویز" نے بھی اپنی دکھتی رگ کو سہلانے کے لئے پیغام صلح کی قریب ترین اشاعت میں اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں ہم اس میں سے کوئی حوالہ یہاں نقل کر کے الفضل کے صفحات کو نجس نہیں کرنا چاہتے ہم صرف خدا ترس غیر مبائعین سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ پچاس سالہ اختلافی مسائل مباحثہ کے دونو طرف کے لٹریچر کا بغور مطالعہ کریں اور بتائیں کہ جس طرح غیر مبائعین بیڈرول اور نام نہاد لکھنے والوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے ہیں کیا مبائعین خاصکر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی مولوی محمد علی صاحب یا خواجہ کمال الدین صاحب یا مولوی صدرالدین یا ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ ہم پر اس قسم کے ذاتی حملے کئے ہیں۔ باقی باتوں کو جانے دیجئے صرف اسی ایک چیز کو بیسکر فیصلہ کیجئے "اکو الف تینو درکار" اسی ایک بات سے واضح ہو جائے گا کہ کون سلامتی کے رستہ پر گامزن ہے اور کون کجبڈ کا ہوا ہے۔

اسلام اور جبر

(۲)

مگر ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صدق جدید کے مدیر محترم اگر اس سوال کے جواب کی کنہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے تو انہیں اپنے استاذ کی ترمیم کرنی پڑے گی۔ یہ خیال غیر اقوام کا قائم کیا ہوا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ ان کو ماننا پڑے گا کہ ع

از ماست کہ بر ماست

اور مومن دہلوی کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ ؎

یہ عذر امتحان درد دل کیسا نکل آیا
ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ذیل کا ایک اقتباس ماہنامہ نگار مورخہ دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۲ سے ملاحظہ فرمایئے مولانا نیاز فتح پوری مسئلہ قتل مرتد کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:-

"اس مسئلہ میں آپ جن شبہات سے دوچار ہیں۔ وہ معمولی نہیں اور مخالفین اسلام نے اس سے کافی فائدہ اٹھایا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر اسلام نے واقعی قتل مرتد کا حکم دیا ہے تو اس کے معنی صرف یہی ہو سکتے ہیں کہ وہ اشاعت دین کے معاملہ میں تلوار سے کام لینے کا بھی مؤید ہے۔

اس سے انکار ممکن نہیں کہ اگر آپ احادیث اور فقہا کے فیصلوں کو سامنے رکھیں اور ان روایات و اقوال فقہی کو ربلا لحاظ اسکے کہ احادیث اور احکام فقہا کی نوعیت کیا ہے) حرف آخر قرار دیں۔ تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ قتل مرتد کے حکم آپ بے چون و چرا تسلیم کر لیں"۔

(نگار ماہ دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۲)

اس سے اندازہ لگتا ہے کہ غیر مسلم مخالف نقاد کو ان چیزوں سے جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے کس قدر اس خیال کو قائم کرنے میں مدد مل سکتی ہے کہ اسلامی فوجوں کے ایک ہاتھ میں تلوار ہوتی تھی اور ایک ہاتھ میں قرآن کریم اس سے بھی بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ جب جماعت احمدیہ نے اس خیال کے برخلاف سخت جہاد کیا تو آج بھی مسلمانوں میں ایسے خیر خواہان اسلام نکل آئے جنہوں نے ضد میں آکر یہاں تک کہدیا کہ

"اسلام واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں بلکہ "خدائی فوجداروں" کی پارٹی ہے جو بزور اسلامی حکومت قائم کرتی ہے"۔ (مودودی)

صدق جدید کے مدیر محترم بتائیں کہ ع

پس چہ باید کرد اے اسلامیاں

جب ہمارے ناعاقبت اندیشوں نے خود اسلامی باغ کے گرد تلواروں کی باڑ لگا رکھی ہے۔ تو باہر سے دیکھنے والے اسلام پر (نعوذ باللہ) "خونخوار دین" کا لیبل نہ لگاتے تو اور کیا کرتے۔ یہی نہیں آج بھی آپ بعض اہل علم حضرات سے پوچھ کر دیکھ لیں (باقی صفحہ پر)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے۔

غیر مبایعین کا ذکر

ایک دوست نے عرض کیا کہ میرے خیال میں ہمیں محمد علی نام ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ امیر غیر مبایعین مولوی محمد علی صاحب کا نام ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

نہیں ان ناموں کو چھوڑنا نہیں چاہیئے بلکہ ان ناموں کو نیک نام بنانا چاہیئے۔ ترک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر حضور نے فرمایا:۔

مجھے عبد الحکیم نام سے بہت نفرت تھی اور ایک عرصہ تک میں نے کسی بچہ کا نام عبد الحکیم نہیں رکھا۔ بلکہ

میری یہ کیفیت تھی

کہ اس نام کا سننا بھی میں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے ثناء اللہ نام بہت رکھے ہیں۔ حالانکہ ثناء اللہ سلسلہ کے ایک اشد ترین مخالف کا نام ہے۔ لیکن چونکہ عبد الحکیم مرتد تھا اس لئے مجھے اس نام سے بہت نفرت تھی۔ پھر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس نام کو نیک بنایا جائے چنانچہ گزشتہ سات آٹھ سال کے عرصہ میں میں نے کثرت سے عبد الحکیم نام رکھے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غیر مبایعین کے فتنہ کی ابتداء

خواجہ کمال الدین صاحب

سے ہوئی۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے اندر روحانیت کی تڑپ ضرور تھی۔ میری آخری ملاقات ان سے ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء میں کشمیر میں ہوئی۔ وہ اس وقت بیمار تھے میں نے ان سے چند دن حساب پڑھا ہوا تھا اس لئے بلحاظ اس کے کہ وہ میرے استاد تھے۔ میں ان سے ملنے کے لئے چلا گیا۔ جب میں ان سے ملا تو وہ کہنے لگے۔ کہ آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی ہے اور کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے کہنا شروع کیا کہ قرآن مجید تو روحانیت پیدا کرنے کے لئے آیا تھا اگر روحانیت پیدا نہ ہو تو تفسیروں کا کیا فائدہ وہ تو پہلے بھی موجود ہیں۔ اصل غرض تو قرآن مجید کی انسان کے اندر روحانیت پیدا کرنا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ

جماعت کے اندر روحانیت

نہیں رہی۔ میں نے کہا ہماری جماعت میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے روحانیت موجود ہے۔ اگر آپ کی جماعت میں روحانیت نہ ہو تو اس کے متعلق میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن چونکہ وہ اپنے آپ کو استاد سمجھتے تھے اس لئے وہ اپنی بات پر مصر رہے۔ بہر حال ان کے دل میں یہ حسرت تھی کہ ان کی جماعت اپنے اندر روحانیت پیدا کرے۔

اصل بات یہ ہے

کہ اگر انسان کے اندر روحانیت ہو تو ممکن نہیں کہ اس کی تقریر یا اس کی تحریر روحانیت سے خالی ہو۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کی بھی یہی کیفیت تھی۔ گو دنیا داری کا رنگ بھی ان میں پایا جاتا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان جانے والے لوگوں کے بدلے ہمیں ان سے بہتر آدمی دیئے۔ اور کثرت سے دیئے۔ اگر ان میں ڈاکٹر تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے زیادہ اعلیٰ اور کامیاب ڈاکٹر دیئے۔ اس وقت ہماری جماعت میں تین چار سو کے قریب ڈاکٹر ہیں۔ جن میں سے دو تین کرنل ہیں اور پندرہ بیس کے قریب میجر ہیں۔ اور اچھی خاصی تعداد میں کیپٹن ہیں۔ اگر جانے والوں میں وکلاء تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے

زیادہ کامیاب وکیل

دیئے جانے والوں میں تو کوئی دو تین وکیل ہوں گے مگر اس کے مقابلہ میں ہماری جماعت میں اس وقت صرف ہندوستان میں ہی چالیس پچاس سے کم وکیل نہیں۔ اگر جانے والوں میں بعض تاجر تھے جو اس وقت کے لحاظ سے بڑے تاجر سمجھے جاتے تھے تو آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سے بڑے بڑے تاجر ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ جب یہ لوگ قادیان سے گئے ہیں۔ اس وقت اٹھارہ ہزار کے قریب انجمن پر قرض تھا اور

ہم حیران تھے

کہ یہ قرض کس طرح ادا ہوگا۔ لیکن آج ہمارے ان تاجروں میں سے کئی ایسے ہیں جنہوں نے ایک سال میں اٹھارہ ہزار سے بہت زیادہ چندہ دیا ہے۔ ابھی اسی سال ایک تاجر نے پچاس ہزار روپے چندہ دیا ہے۔ گویا اس اکیلے نے اس قرض سے تین گنا روپیہ دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہر رنگ میں بہتر سے بہتر آدمی ہمیں عطا کئے ہیں۔ ایک دفعہ پیغام صلح نے لکھا تھا کہ جماعت قادیان تو ایک جاہلوں کی جماعت ہے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ تم کسی رنگ میں مقابلہ کر کے دیکھ لو اگر تم

علم سے مراد

عربی کا علم لیتے ہو۔ تم بھی اپنے مولوی فاضلوں کے نام شائع کر دو۔ ہم بھی شائع کر دیتے ہیں۔ اگر تم دسواں حصہ بھی پیش کر دو تو ہم تمہاری یہ بات درست تسلیم کر لیں گے۔ اور اگر علم سے مراد انگریزی کا علم لیتے ہو تو تم بھی اپنے بی۔اے اور ایم۔اے پاس لوگوں کے نام شائع کر دو۔ ہم بھی شائع کر دیں گے۔ اور پتہ چل جائے گا کہ کون جاہل ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی رنگ میں بھی ان سے پیچھے نہیں رکھا۔ وہ اس بات پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہمارے ہاتھ میں جماعت کی کنجی ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ واقعی ان کے ہاتھ میں اس وقت کنجی تھی لیکن وہ کنجی بجائے سیدھی پھرنے کے الٹی پھر گئی۔ جیسے انجن کی چابی اگر الٹی گھمائی جائے۔ تو وہ الٹا چلنے لگتا ہے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہوئی کہ بجائے ترقی کرنے کے تنزل کی طرف چلے گئے۔ وہ

ہم پر اعتراض کرتے ہیں

کہ ہم عقائد میں غلو کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی لوگ ہماری طرف زیادہ آتے ہیں۔ آخر اس کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہے۔ اسی مسجد کا واقعہ ہے کہ ایک غیر احمدی دوست مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ عقائد میں بہت سختی سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ ہم تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجدد مانتے ہیں۔ آپ کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ آپ کا نام ادب سے لیتے ہیں لیکن آپ کے عقائد کی سختی کی وجہ سے رک گئے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں تو آپ غیر مبایع لوگوں میں شامل ہو جائیں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ آنا ہے تو ادھری آؤنگا آدھے راستہ میں تو مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک کافی حصہ احمدیت میں داخل ہونے والے لوگوں کا ایسا ہوتا ہے۔ جو پہلے لاہور آتے ہیں۔ اور وہاں آکر ان کے دل میں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ وہ قادیان دیکھیں اور جب وہ قادیان آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان میں سے

اکثر کو ہدایت دے دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے جو جلسہ سالانہ ہوا تھا اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی اور اسے بہت بڑا جلسہ سمجھا گیا۔ لیکن آجکل اڑھائی تین ہزار آدمی تو ہمارے جمعہ میں ہی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جلسہ اتنا بڑا سمجھا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیر کو جاتے ہوئے راستہ میں تقریر فرمائی کہ اب تو لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا ہے کہ سیر کرنی بھی مشکل ہو گئی ہے۔ اور اب

جماعت اتنی ترقی کر چکی ہے

کہ ہمارا کام ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے مشابہت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں مردم شماری کرائی۔ تو آپ کے صحابہ کی تعداد سات سو نکلی۔ اور وہ جلسہ سالانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے ہوا اس میں بھی سات سو آدمی شامل ہوئے لیکن اب

ہمارے جلسہ سالانہ میں

بیس تیس ہزار کے درمیان آدمی شامل ہوتے ہیں۔ اور اب تو قریباً سات سو آدمی ہماری اس مسجد (یعنی مسجد مبارک) میں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر مل کر بیٹھیں تو ایک ہزار آدمی بیٹھ سکتا ہے اس کی لمبائی غالباً ستر اور چھتر فٹ کے

درمیان ہے اور چوڑائی تیس پینتیس ۳۵ فٹ کے درمیان ہے گویا دو ہزار مربع فٹ اس کا رقبہ ہے۔ اس لحاظ سے اس میں اڑھائی تین سو آدمی نیچے اور اتنے ہی اوپر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے پیشتر جب میں اس مسجد میں درس دیتا تھا تو اس میں بھی ساڑھے چھ سو اور سات سو کے درمیان مرد شامل ہوتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ عورتیں بھی درس میں اسی قدر شامل ہوتی ہوں گی۔ ان کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا اور وہ اندر بیٹھی تھیں پس خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں پہلے کی نسبت ترقی نہ ہوا سی طرح ان لوگوں کے جانے سے پہلے

قادیان کی آبادی

ایک ہی محلہ میں رکی ہوئی تھی لیکن ان کے جانے کے بعد محلہ دارالفضل۔ محلہ دارالبرکات شرقی محلہ دارالبرکات غربی۔ محلہ دارالرحمت۔ محلہ دارالعلوم۔ محلہ دارالشکر۔ محلہ دارالیسر۔ محلہ دارالفتوح۔ محلہ دارالانوار۔ محلہ دارالسعۃ یہ دس محلے نئے آباد ہوئے ہیں اور ان کا ہر گھر نیا ہے۔ اور ان گھروں میں رہنے والے اپنے گھر بار چھوڑ کر۔ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر۔ اپنے باپوں اور اپنی ماؤں کو چھوڑ کر اپنے بھائیوں کو چھوڑ کر اور اپنے تمام عزیزوں سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے یہاں آبسے ہیں۔ ان میں کئی ایسے ہیں۔ جنہوں نے پنشن لی۔ اور اللہ تعالیٰ کے۔

دین کی خدمت کے لئے

قادیان آگئے۔ اور کئی ایسے ہیں جن کو باہر سے سو ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ مل سکتی تھی لیکن یہاں وہ چالیس پچاس روپیہ پر گزارہ کر رہے ہیں پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات تک صرف افغانستان میں ہی ہمارا ایک مشن قائم تھا۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مصر۔ شام۔ فلسطین سوڈان۔ نائیجیریا سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ عراق۔ ایران چین۔ امریکہ۔ سماٹرا جاوا۔ ملایا۔ اٹلی اور انگلستان وغیرہ میں بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور دنیا کے کونے کونے سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہ فلاں جگہ آج اتنے احمدی ہو گئے اور فلاں جگہ احمدیوں کی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں اور جو جماعتیں قائم ہو رہی ہیں وہ اپنے اندر احمدیت کا حقیقی عشق رکھتی ہیں وہ لوگ چندے دیتے ہیں۔ احمدیت کے لئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں قربانی کرنے والے اور محنت اور اخلاص سے کام کرنے والے احمدی عطا کئے ہیں۔

بیشک ہمیں اعتراف ہے

کہ ہمارے اندر کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے ہم ابھی تک پورے طور پر اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکے۔ جو ہمارے پیش نظر ہے۔ لیکن اگر ہم سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ہمارا مقصد بہت جلد حاصل ہو سکتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب شان ہے کہ ان دنوں الہامات اور کشوف کا ایک سیلاب بہہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری تائید پر تائید ہو رہی ہے اور دنیا کی برسر حکومت اقوام کے متعلق اللہ تعالیٰ خبریں بتا رہا ہے اور وہ اس سرعت سے پوری ہو رہی ہیں۔ کہ حیرت آتی ہے کہ اس کے مقابل پر مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تیس سال ہوئے۔ مجھے ایک الہام ہوا تھا

ولَلآخرۃ خیرٌ لك من الاولیٰ

میں نہیں کہتا کہ مولوی صاحب کو یہ الہام نہیں ہوا ہوگا۔ ان کو یہ الہام ہوا تھا تیس سال پہلے۔ اور میرے ساتھ

اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ ہے

کہ اس ایک سال میں درجنوں بشارتیں اور بیسیوں غیب کی خبریں اس نے مجھے دی ہیں جن میں سے بہت سی پوری بھی ہو گئی ہیں جب جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ اس وقت میری حالت ان لوگوں کے مقابل بچے کی سی تھی۔ نہ مجھے عربی آتی تھی نہ مجھے انگریزی آتی تھی لیکن انکے اندر انگریزی اور عربی کے بڑے بڑے عالم تھے۔ انہیں جماعت میں اثر و رسوخ حاصل تھا۔ اور جماعت پر ان کا قبضہ تھا جماعت کی اکثریت ان کے ساتھ تھی مگر

ان سب باتوں کے باوجود

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ "خدا تعالیٰ کے کاموں کو کون روک سکتا ہے" ہمیں پانچ فیصدی سے پچانوے ۹۵ فیصد کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا اسے عظیم الشان طور پر پورا کیا۔ لیکن جو وعدہ مولوی صاحب سے کیا تھا وہ سچا ثابت نہ ہوا۔ اسی طرح جماعت کی ترقی کے متعلق۔ احمدیت کی ترقی کے متعلق۔ میرے اپنے خاندان کے متعلق۔ دوستوں کے متعلق دشمنوں کے متعلق۔ دنیا کی مختلف اقوام کے متعلق وہ مجھے خبریں دیتا ہے جو نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوتی ہیں مسٹر مارلین کے متعلق تو مولوی صاحب نے یہ کہہ دیا کہ حالات سے اندازہ کر کے ایسی خواب بنائی جا سکتی ہے۔ لیکن کیا

سٹالن کے متعلق

بھی میں نے اندازہ لگا لیا تھا۔ سٹالن آخر آدمی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ہر دسویں دن نئی نئی خبریں مشہور ہوتی رہتی ہیں کہ واشنگٹن سے خبر آئی ہے کہ سٹالن مر گیا ہے انگلستان سے خبر آئی ہے کہ پتہ نہیں چلتا مر گیا ہے یا زندہ ہے۔ فرانس سے خبر آئی ہے کہ مرا نہیں بلکہ اپنی صحت کو بحال کر رہا ہے اور ایک دو سال تک اپنا کام پھر سنبھال لے گا۔ گویا خواب محو ہو گئی ہے اور تمام خبر رساں ایجنسیاں اس کے گرد چکر لگا رہی ہیں اخبار والے چونکہ ڈاکٹری کے لحاظ سے کم واقفیت رکھتے ہیں اس لئے کسی نے سٹالن کی بیماری کے متعلق مضمون نہیں لکھا لیکن ڈاکٹر لطیف صاحب کی تار آئی تھی کہ سٹالن کو یا تو معدے کا السر ہے یا کینسر ہے اور یا پھر سینے کی ایک بیماری ہے اور

یہ تینوں بیماریاں ایسی ہیں

جن کی تشخیص خون کی قے سے کی جاتی ہے۔ اور خواب میں میں نے یہی دیکھا تھا کہ سٹالن کو خون کی قے آتی ہے۔ پس اگر یہ سمجھا جائے۔ کہ یہ خواب مجھے اللہ تعالیٰ نے نہیں دکھائی۔ بلکہ میں نے خود بنا لی ہے۔ تو اس کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑیگا کہ میں نے ساری دنیا میں بلکہ سٹالن کے شاہی محل میں بھی اپنے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں۔ جو مجھے اس کے گھر کی خبریں بھیج دیتے ہیں یا انہیں ماننا پڑے گا۔ کہ میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے اور اگر یہ نہ مانیں تو انہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ میرے قبضہ میں کچھ جن بھوت ہیں۔ جو مجھے تمام اطراف سے خبریں لا کر دیتے ہیں۔

غرض

یہ سب باتیں ایسی واضح ہیں

کہ جن کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔ مگر وہ دل رکھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ جب انسان صداقت کا دشمن ہو جاتا ہے تو اسے ہر سیدھی بات الٹی نظر آتی ہے۔ جب ہماری طرف سے ایسی خوابیں پیش کی جاتی ہیں جو اپنی صداقت کی وجہ سے دشمن کا منہ بند کر دیتی ہیں۔ تو یہ لوگ تنگ آکر کہہ دیتے ہیں۔ کہ سچی خوابوں کا کیا ہے۔ وہ تو کنچنیوں کو بھی آجاتی ہیں۔ حالانکہ یہ تو صحیح ہے۔ کہ کبھی کبھی کنچنیوں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ نے کب سے یہ قسم کھائی ہے کہ وہ کنچنیوں سے ہی بولیگا اور اپنے نیک بندوں سے بالکل ہمکلام نہیں ہوگا۔ بے شک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے یہ لکھا ہے۔ کہ کبھی کبھی کنچنیوں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کثرت سے کلام کرتا اور انہیں غیب کی باتوں پر اطلاع دیتا ہے لیکن اب خدا تعالیٰ کیا بدل گیا ہے۔ کہ نعوذ باللہ کنچنیوں سے بولے تو بولے لیکن ان سے جو اس کے دین کا کام کرتے ہیں جو اس کی شان کو بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو قرآن کریم کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے والے ہیں۔ بولنا پسند نہیں کرتا یہ کس درجہ کی گری ہوئی بات ہے

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ وہ خود اس نعمت سے محروم ہیں۔ اس لئے انہیں دوسروں کے متعلق بھی شبہ ہی رہتا ہے اور بجائے ان سے فائدہ اٹھانے کے انہیں دھوکا قرار دیتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک مولوی سے لوگوں نے مجدد کی علامتیں پوچھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی دریافت کیا ہے وہ کہنے لگا کہ یہ شخص تو اسلام کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے والا ہے اسکے بعد بہت سی علامات آنے والے مہدی کی اس نے بیان کی ہیں اور کہنے لگا۔

سب سے بڑی علامت

یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں چاند اور سورج کو رمضان کے مہینہ میں گرہن لگے گا۔ اور یہ اس کی سب سے بڑی علامت ہوگی جب رمضان کے مہینے میں چاند گرہن کے بعد سورج کو بھی گرہن لگا۔ تو وہ گھبرا کر اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور اس نے ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگا اب لوگ گمراہ ہو جائیں گے اب لوگ مرزے نوں من لین گے۔ یعنی اب دنیا گمراہ ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میں خود یہ علامت مہدی کی سچائی کی کئی بار بیان کر چکا ہوں مگر بجائے اسکے کہ وہ ہدایت قبول کرتا اسے لوگوں کے ہدایت قبول کرنیکا غم کھا رہا تھا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانات کو دیکھ کر بھی گمراہی میں ہی بڑھتے ہیں اور ان کے قدم ہدایت کی طرف نہیں اٹھتے۔ غرض یہ سب باتیں ایسی واضح ہیں کہ جن کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ آنکھیں اور کان اور دل رکھتے ہوئے ان باتوں پر غور نہیں کرتے۔

تبت کا اشتراکی انقلاب - اور - مذہب

(از مکرم محمد اجمل صاحب شاہد بی اے پشاور)

تبت میں گذشتہ سال اشتراکی انقلاب کے بعد "آہنی پردہ" کی حدود کوہ ہمالیہ کے بلند کناروں کا پھیل گئیں - اور چین کا سرخ سیلاب ہندوستان نیپال - سکم اور بھوٹان کی ریاستوں سے ٹکرانا شروع ہوا تبت کی مذہبی ریاست جو کہ عام طور پر باقی مہذب دنیا سے الگ تھلگ تھی - چین کے بڑھتے ہوئے ہوس اقتدار کی شکار ہوگئی - اور اس کے مذہبی لیڈر اور دیوتا کو ہندوستان میں پناہ لینا پڑی - اس انقلاب کا سیاسی طور پر سب سے زیادہ اثر ہندوستان پر پڑا ہے - جس کے شمال مشرق میں خطرہ کا یہ سرخ نشان نمایاں نظر آرہا ہے -

تبت کی مذہبی حکومت کے ختم ہونے کے معاً بعد روس نے وہاں پر اپنے مخصوص اشتراکی طریق کار کو استعمال کرنا شروع کیا اور سب سے پہلے اسبات کی کوشش کی جارہی ہے - کہ وہاں سے مذہبی نظریات اور اثرات کو یکسر نابود کردیا جائے - تاکہ اس پر اشتراکیت اور مادیت کا قصر تعمیر کیا جا سکے - کیونکہ کمیونزم کے بانیوں کے نزدیک اس وقت تک صحیح اشتراکی ریاست معرض وجود میں نہیں آسکتی - جب تک مذہبی اور روحانی اقتدار کو ختم کرکے اس کی جگہ صرف سیکولر اور مادی نظریات کو ترویج نہ دیا جائے - تبت میں وہاں کے روائتی مذہب بدھ ازم کو جس رنگ میں ختم کیا جارہا ہے - اس کا کچھ اندازہ اس رپورٹ سے ہوتا ہے جو کہ حال ہی میں انٹرنیشنل جیورسٹس کمیشن International commission of Jurists نے شائع کی ہے

یہ کمیشن نو ممتاز ججوں پر مشتمل تھا - جس میں آٹھ افریقی اور ایشیائی ممبران اور ایک امریکی ممبر تھا - کمیشن نے متواتر گیارہ ماہ تک چھان بین کے بعد اپنی رپورٹ شائع کی ہے - اس رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تبت میں دیگر انسانی حقوق کو پامال کرنے کے علاوہ کمیونسٹ بدھ ازم کو ختم کرنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کررہے ہیں - اور اس بات کا پراپیگنڈا عام کیا جارہا ہے کہ کمیونزم ہی بدھ ازم کی حقیقی اور اصل صورت ہے -

کمیشن نے چین اور تبت سے آمدہ اطلاعات اور دیگر عینی شواہد کی بنا پر مندرجہ ذیل حقائق پیش کئے ہیں -

"تبت میں سرخ انقلاب کے بعد چین کے پیش نظر سب سے اہم امر یہ ہے کہ وہاں کے باشندوں کو بدھ ازم سے متنفر کیا جائے - اس مقصد کے حصول کے لئے آہستہ آہستہ بعض ایسے ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے بدھ ازم مستقل طور پر تبت کی سرزمین سے اکھاڑ دیا جائے - چنانچہ ان تمام مذہبی شخصیتوں کو قتل کر دیا گیا ہے - کہ جن کے عقائد اور اعمال دوسروں کی حوصلہ افزائی کا موجب ہو سکتے تھے - تبت سے جبری طور پر چھوٹے بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو چین کے خالصتہً مادی ماحول میں بھجوا دیا گیا ہے - تاکہ ان کے اندر مذہبی خیالات بالکل نشو نما نہ پا سکیں - دلائی لامہ نے کمیشن کو اپنی شہادت کے دوران بتایا کہ اس کی اطلاعات کے مطابق دس ہزار سے زائد بچوں کو (جن میں چھ سال کی عمر کے بچے بھی شامل ہیں) ان کے والدین سے جدا کرکے چین بھجوایا گیا ہے -

بدھوں کے مقدس مقامات اور دلائی لامہ کے تخت کی بے حرمتی کی جاتی ہے نوجوان بھکشوؤں کو اسبات کے لئے اکسایا جاتا ہے کہ وہ اپنی راہبانہ زندگی کو ترک کر دیں - جو بھکشو اپنے طریق زندگی کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ان کو گرجوں کی ہی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا جاتا ہے - اور جیلر ان کو طعنہ کے طور پر یہ کہتے ہیں - "اپنے خدا سے دعا مانگو کہ وہ تمہیں کھانا فراہم کرے" - جب بھوک سے وہ موت کے دروازہ پر پہنچ جاتے ہیں - تو پھر انہیں ایک شاندار دعوت دی جاتی ہے - اکثر تو اس طریق سے ہی اپنے مذہب کو خیرباد کہہ دیتے ہیں - مگر پھر بھی جن کے دماغ صاف نہیں ہوتے تو انہیں ہتھکڑیاں پہنا دی جاتی ہیں - اور انہیں سڑکوں وغیرہ پر مزدوروں کا کام کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے - مذہبی علماء (لاما) پر انقلابی عدالتوں میں مقدمے چلائے جاتے ہیں اور ان کے ہی ماتحت لوگوں کے ذریعہ سے انہیں کوڑے لگوائے جاتے ہیں - اگر کوئی سزا دینے میں تامل کرتا ہے - تو اسے بھی گولی سے اڑا دیا جاتا ہے -"

تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تعلیم الاسلام کالج میں نئے سال کیلئے داخلہ یکم ستمبر ۱۹۶۰ء سے شروع ہوکر دس ستمبر تک جاری رہے گا - انٹرمیڈیٹ کلاسز میں آرٹس کے علاوہ میڈیکل گروپ اور پری انجینیرنگ گروپ کی تدریس کا عمدہ انتظام ہے - ڈگری کلاسز میں پنجاب یونیورسٹی کی بی ایس سی اور بی اے کلاسز کے لئے طلبہ کو تیار کیا جاتا ہے -

میٹرک میں ۷۰۰ سے زائد نمبر لینے والے طلبہ کو (بشرطیکہ ان کو کوئی اور وظیفہ نہ ملے) سالم فیس کی رعایت فرسٹ ائیر کے داخلہ کے وقت دی جاتی ہے -

احباب جماعت اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج میں داخل کرا کر تعلیمی فوائد کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا بھی فائدہ حاصل کریں

پرنسپل

(تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

محترمہ اہلیہ صاحبہ حافظ سید عبدالحمید صاحب مرحوم آف منصوری کی وفات

مکرمہ اہلیہ صاحبہ محترم حافظ سید عبدالحمید صاحب مرحوم آف منصوری مورخہ ۲۱ جولائی بروز جمعرات تقریباً ۷½ بجے شام مختصر سی علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ نہایت نیک اور دیندار خاتون تھیں - غریبوں اور یتیموں کی امداد اور پرورش کرنے میں خاص حصہ لیتی تھیں -

آپ کے فرزند مکرم سید عبدالرؤف صاحب مع بیگم اسراء آپ کا جنازہ بذریعہ ٹرک ربوہ لائے - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے باوجود علالت طبع کے بعد نماز عصر مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی - اور جنازہ کو کندھا بھی دیا - مرحومہ موصیہ تھیں - بہشتی مقبرہ میں ساڑھے چھ بجے تدفین عمل میں آئی - قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی - اے - بی - ٹی نے دعا کرائی -

آپ نے اپنے پیچھے دو فرزند اور چار لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے - اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے - نیز ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین -

(شاہد احمد)

شکریہ احباب

میرے بیٹے عزیز حبیب الرحمن طاہر متعلم سیکنڈ ائر کالج ربوہ کی اندوہناک وفات پر بہت سے بزرگوں - دوستوں اور عزیزوں نے بذریعہ خطوط اور زبانی نہایت ہمدردی اور غمگساری کا اظہار فرمایا ہے -

میں ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

فجزاہم اللہ احسن الجزاء

(خاکسار عبدالرحمن اتالیق)

درخواست دعا -

میرے بھائی ماسٹر محمد اسماعیل صاحب کھیوڑہ میں عرصہ دو ماہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں - بزرگان سلسلہ - درویشان قادیان اور جملہ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرما دیں -

ماسٹر
عبدالمجید - گوجرانوالہ

رؤیت ہلال کا مسئلہ — جغرافیائی مسئلہ

(از مکرم میاں نذیر حسین صاحب چغتائی ۔ لاہور)

ذیل میں مکرم میاں نذیر حسین صاحب چغتائی کا ایک نوٹ درج ہے۔ یہ نوٹ غالباً اپنی جگہ درست ہوگا۔ مگر اس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے مضمون کے اس اصولی سوال پر روشنی نہیں ڈالی گئی کہ آیا حج کی مرکزی اور منفرد عبادت کے پیش نظر جو ساری دنیا میں صرف مکہ مکرمہ میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں مکہ مکرمہ کی رؤیت کے مطابق عید الاضحیٰ منائی جانی چاہیئے۔ یا جیسا کہ آج تک تمام اسلامی دنیا کا طریق رہا ہے دینی اپنی علاقائی رؤیت کے مطابق منائی جائے؟ بہرحال اس نوٹ کا اصولی رجحان بھی علاقائی رؤیت کی طرف ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے مطابق ساری دنیا میں یک جہتی پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مشرقی ممالک میں عید الاضحیٰ کے دن میں اختلاف پھر بھی قائم رہے گا۔ (ادارہ)

اسی سال مکہ مکرمہ اور مغربی پاکستان کی رؤیت ہلال ذوالحج میں دو دن کا فرق پیدا ہو گیا تھا جس کی بنا پر عید الاضحیٰ پاکستان میں مکہ مکرمہ سے دو دن بعد ہوئی اس پر بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ یا تو ساری دنیا میں صرف مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال کی بنا پر عید منائی جایا کرے یا کوئی ایسا اصول وضع کیا جائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہو اور جس پر عمل ہوتا آیا ہو۔ سو اس کے لئے میں جغرافیائی حیثیت سے بعض امور پیش کرتا ہوں

یاد رہے کہ سورج مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر حصہ میں یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ پس جو ملک مشرق میں واقع ہیں ان میں سورج اور چاند پہلے طلوع کرے گا اور جو مغرب میں واقع ہیں ان میں بعد میں۔ اور اسی طرح وقت کے فرق کو معلوم کرنے کے لئے یاد رہے کہ ایک درجہ عرض بلد کے فرق کے لئے چار منٹ کا فرق وقت کا ہوتا ہے۔ اور خطہ حارہ کے علاقوں میں ایک درجہ عرض بلد کے لئے ۶۹ میل کا فاصلہ شمار کیا جاتا ہے۔ پس جب ایک جگہ کا فاصلہ دوسری جگہ سے ۶۹ میل کا ہو اور پہلی جگہ مشرق میں ہو اور دوسری جگہ مغرب میں تو ان میں طلوع آفتاب وغیرہ کا فرق بھی چار منٹ کا ہوگا۔

چاند کی ایک گردش زمین کے گرد بھی ہوتی ہے جو تقریباً ½۲۹ دن میں پوری ہو جاتی ہے۔ جب چاند اپنی گردش زمین کے گرد پوری کر کے ½۲۹ دن کے بعد آگے بڑھیگا تو ہم رؤیت ہلال کر سکیں گے اور چونکہ رؤیت ہلال (پہلی رات کے چاند) کو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ تک دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر چاند ایک جگہ اپنا چکر پورا کر رہا ہو تو اس کا دوسری جگہ پر آگے بڑھ کر رؤیت ہلال کے قابل ہو سکنا تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ کم از کم ایک گھنٹہ کا وقفہ ہو جس کے لئے ۱۵ درجہ کا فاصلہ ہوگا۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ ایک ہزار میل کا فاصلہ ہوگا۔ فرض کرو کہ ایک مقام ہے جہاں چاند اپنا چکر ½۲۹ دن میں مکمل کر لیتا ہے۔ تو مقام ب جو ا سے ایک ہزار میل مغرب کی طرف واقع ہوگا وہاں رؤیت ہلال ہو سکے گی۔ مقام ا پر رؤیت ہلال نہیں ہوگی اور ا سے مغرب میں ب مقام پر رؤیت ہلال ہو جائے گی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مقام ا والے اس دن عید نہیں کریں گے (بلکہ مقام ب والے عید کریں گے) اور چونکہ مقام ب پر رؤیت ہلال ہو جائیگی اس لئے وہ تمام ملک جو مقام ب سے مغرب کی طرف واقع ہیں ان سب میں رؤیت ہلال ہو سکے گی اور سب عید کریں گے اور مقام ب سے مشرقی ممالک میں دوسرے دن رؤیت ہلال کر سکیں گے اس لئے وہ دوسرے دن عید کریں گے لیکن کسی صورت میں بھی دو مقاموں میں ایک دن سے زیادہ فاصلہ نہیں ہو سکتا۔ عید الفطر چونکہ رؤیت ہلال کے معاً بعد اگلے دن ہوتی ہے اس لئے یہ امر یاد رہے کہ چونکہ اس زمانہ میں تار ٹیلیفون ریڈیو۔ وائرلیس کے ذریعہ اطلاعات کا نظام بھی بہت وسیع اور بے حد سریع ہو گیا ہے اس لئے چاہیئے کہ اس زمانہ میں ہر ملک کے لوگ رؤیت ہلال۔ عید الفطر کے بعد فوراً اپنے مشرقی اور مغربی ممالک میں بذریعہ تار ٹیلیفون ریڈیو اور وائرلیس یہ خبر پہنچا دیں۔ پھر ہر ملک میں ایسے لوگوں کی کمیٹی ہو جو جغرافیائی طریق پر ملکوں کا آپس میں فاصلہ معلوم کر سکیں پھر وہ کمیٹی دیکھے کہ جن جگہوں سے رؤیت کی اطلاع آئی ہے وہ اس جگہ سے مشرق میں واقع ہیں یا مغرب میں۔ پس اگر مشرقی ممالک میں رؤیت ہلال ہو چکی ہو تو خواہ ان کی جگہ پر لوگوں نے رؤیت ہلال نہ کی ہو وہ اس جگہ عید کا اعلان کر دیں۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ مشرقی مقام پر رؤیت ہلال ہو جائے اور مغربی مقام پر نہ ہو سکے۔ اور اگر صرف مغربی مقامات سے رؤیت ہلال کی خبر آئی ہو تو پھر وہ دیکھیں کہ ان کی جگہ کے قریب ترین جس مقام سے رؤیت ہلال کی خبر آئی ہے اس کا فاصلہ اس جگہ سے مغرب کی طرف کتنا ہے اگر وہ فاصلہ ایک ہزار میل کے نصف یعنی ۵۰۰ میل سے کم ہو تو وہ بھی عید کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اور اگر ۵۰۰ میل سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو پھر وہ یہ اعلان نہ کریں کیونکہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ اس مقام پر غروب آفتاب کے وقت چاند اپنا چکر پورا تو کر چکا ہو مگر ابھی اتنا آگے نہ بڑھا ہو کہ دکھائی دے سکے۔ اس صورت میں اس مقام پر ہر دوسرے دن لازماً رؤیت ہلال ہو جائیگی اور عید بھی دوسرے دن ہو جائے گی۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اگلے دن بھی اس مقام پر رؤیت ہلال نہ ہو سکے۔ اس لئے کبھی بھی یہ ممکن تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مشرقی اور مغربی مقامات میں عید کے لئے دو دن کا فاصلہ ہو جائے جیسا کہ عید الاضحیٰ میں اس سال مکہ مکرمہ اور پاکستان میں ہوا ہے۔ کیونکہ چاند جب زمین کے گرد اپنا چکر ½۲۹ دن میں پورا کر کے آگے بڑھے گا تو پھر ناممکن امر ہوگا کہ وہ آگے بڑھ کر بعض مقامات پر تو نظر آ جائے اور بعض مقامات پر نظر نہ آئے۔ اس لئے اصولاً یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ملک جو رؤیت کی جگہ سے مشرق میں واقع ہوں اگر ان میں سے کسی ایک میں رؤیت ہلال ہو جائے تو ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ حقیقتاً رؤیت ہلال ہو چکی ہے اس لئے مشرقی ملکوں کی رؤیت ہلال کے مطابق ان کو بھی اپنی عید کی تعیین کر لینی چاہیئے۔ اگر مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال کی بنا پر عید کا اعلان کیا جانا قرار پائے تو اس میں وہ تمام ملک شامل ہو سکیں گے جو مکہ مکرمہ سے مغرب کی طرف واقع ہیں خواہ وہ کتنے فاصلہ پر کیوں نہ ہوں۔ مگر مکہ مکرمہ سے جو ملک مشرق میں واقع ہیں ان پر مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال کی پابندی نہیں کی جا سکتی۔ سوائے ان جگہوں کے جو کہ مکہ مکرمہ سے پانچ سو میل تک مشرق میں واقع ہیں۔ اس سے زیادہ فاصلے پر مشرقی ممالک اگر مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال کی بنا پر عید منائیں تو غلط ہوگی۔

اس امر کو سمجھنے کے لئے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ چونکہ چاند ½۲۹ دن میں اپنا چکر زمین کے گرد پورا کرتا ہے اور اس چکر کو پورا کر کے جب وہ آگے نکلے گا تب رؤیت ہلال ہو سکے گی۔ جس مقام میں رؤیت ہلال نہیں ہوتی اور نہ اس سے کسی مشرقی ملک والوں نے رؤیت ہلال کی۔ تو یہ ماننا ضروری ہوگا کہ اس مقام پر چاند نے ابھی اپنا چکر پورا نہیں کیا تھا اس لئے رؤیت ہلال نہیں ہو سکی۔ مگر اس سے مغربی مقام پر جہاں رؤیت ہلال ہو چکی ہے وہاں چاند اپنا چکر پورا کر کے آگے بڑھ چکا تھا۔ اس لئے وہاں رؤیت ہلال ہو گئی۔ اس لئے اس سے مغربی مقام پر جہاں رؤیت ہلال نہیں لازماً رؤیت ہلال ہو گی ہوگی یہ غلط ہے کہ وہاں دو دن کے بعد رؤیت ہلال ہوگی۔ اس لئے مشرقی اور مغربی ممالک میں عید کی تعیین میں ایک دن کا فرق تو مانا جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں یہ احتیاط ضروری ہوگی کہ اگر کوئی مشرقی ملک رؤیت ہلال کا اعلان کرے تو وہ یہ بھی بتلائے کہ اس جگہ کے اکثر لوگوں نے پہلی رات کے چاند کو خود دیکھا ہے۔ تب اس اطلاع پر مغرب میں عید کی تعیین کر سکتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اصولاً اگر کسی مشرقی جگہ سے اطلاع ملے کہ ہم نے پہلی رات کا چاند دیکھا ہے تو تمام مغربی ممالک یہ یقین کر لیں کہ رؤیت ہلال ہو گئی ہے اور اس کے مطابق عید کی تعیین کر لیں۔ اور اگر صرف مغربی ممالک سے اطلاع ملی ہے کہ رؤیت ہلال ہو گئی اور کسی مشرقی ملک سے اطلاع نہ ملے کہ رؤیت ہلال ہوئی تو وہ ہرگز عید اس دن کے مطابق نہیں کر سکتے بلکہ ان کو اگلے دن عید کرنی ہوگی۔ لازماً ان کو اگلے دن پہلی رات کا چاند نظر آ جائے گا۔ اس اگلے دن کی بجائے دو دن کا فاصلہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے اور آئندہ اس کے مطابق عمل کرنے سے دنیا بھر میں عیدین کی تعیین صحیح اور درست ہو سکے گی۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال بڑھاتی ہے

اعانت الفضل

مکرم حکیم حاجی عنایت اللہ خانصاحب عین بازار مزنگ لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکان کے لئے زمین خریدنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اسی خوشی میں مکرم حاجی صاحب موصوف نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد مکان تعمیر کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(مینیجر الفضل)

درخواست دعا

خاکسار عرصہ سے مختلف مشکلات سے دوچار ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات کو دور فرمائے آمین۔

(فتح محمد خان از پشاور)

وارسک

پاکستان کا ایک کثیر المقاصد منصوبہ

(علی ناصر زیدی)

تصنیع کے اس دور میں بھی سادگی و پرکاری کی جیتی جاگتی تصویر دیکھنی ہو تو پاکستان کے اس حصے کی سیر کیجیئے جو ابھی کچھ عرصہ قبل شمال مغربی سرحدی صوبہ کہلاتا تھا۔ یہ علاقہ شروع سے بیرونی حملہ آوروں کی آماجگاہ بنا رہا ہے اور اس نے تاریخ کے بڑے دلچسپ اور متفرق النوع دور دیکھے ہیں۔ اسی کی سرحد پر درہ خیبر واقع ہے جس سے گذر کر وسطی ایشیا کی بہت سی اقوام برصغیر کے زرخیز میدانوں میں داخل ہوئیں۔

کشمکش حیات اور مقابلے کی روح نے یہاں ایک ایسی قوم کو جنم دیا جو اپنے جیالے پن، جوانمردی، ہمت اور بہادری کے لیئے نہ صرف اس برعظیم میں بلکہ ان ملکوں تک مشہور ہوئی جنہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ متحدہ ہندوستان سے کوئی تعلق رہا۔ کپلنگ جیسے مغربی مصنفین نے بھی پٹھانوں کی شجاعت کو اپنی تحریروں کا موضوع قرار دیا۔

ایک اہم منصوبہ

پاکستان بن جانے پر اس قوم نے اپنے تئیں نئی ذمہ داریوں اور نئے تقاضوں سے دوچار پایا اور انہیں حتی المقدور بہترین طور پر سرانجام بھی دیا۔ حکومت نے بھی ان کی بہبود کو پیش نظر رکھا اور اس علاقے کو ترقی دینے کے لئے کئی منصوبے تیار کئے۔ وارسک بھی ایک ایسا ہی منصوبہ ہے جو اب مکمل ہوا چاہتا ہے۔ اس کے مقاصد کثیر اور متفرق ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ آس پاس کے تمام باشندوں کے لئے ایک بہتر مستقبل کی ضمانت کرتا ہے۔

پشاور سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر آج ایک ایسی نو آبادی قائم ہے۔ جسے بجا طور پر جدید تہذیب کا ایک مکمل نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ وارسک کالونی ہے جو ایک فراخ اور خوبصورت سڑک کے ذریعہ اس قریب ترین شہر سے ملی ہوئی ہے اس نو آبادی کے باشندے وہ بہت سے کینیڈین اور پاکستانی انجینئر، مستری، کارکن اور مزدور ہیں جو اس منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔

وارسک کا کثیر المقاصد ہائیڈرو الیکٹرک منصوبہ کولمبو پلان کے تحت مکمل ہو رہا ہے اندازہ ہے کہ جون ۱۹۶۰ء تک اس کی تکمیل ہو جائے گی اور اس وقت وہ ۱۲۱،۰۰۰ ایکڑ بنجر زمین کو سیراب کرے گا۔ اس کے علاوہ اس سے مغربی پاکستان کے ایک بڑے علاقے کے لئے دو لاکھ چالیس ہزار کلوواٹ بجلی بھی حاصل کی جائے گی۔

اس منصوبے کی جان دریائے کابل ہے جو افغانستان کے پہاڑوں سے آ کر یہاں پاکستان میں داخل ہوتا ہے انجینئروں کا مقصد یہ ہے کہ یہاں دریا پر ایک عظیم بند باندھا جائے۔ کیونکہ اس مقصد کیلئے یہی جگہ مناسب ترین ہے۔ یہ منصوبہ کئی سال پہلے تیار کیا گیا تھا اور اب اسے عملی شکل دی جا رہی ہے۔ اس کی ابتدا ۱۹۵۶ء کے وسط میں ہوئی تھی اور یہ چار سال کا پروگرام ہے

وارسک کے بند کی لمبائی ۷۶۰ فیٹ اور اونچائی ۲۵۰ فیٹ ہے۔ مکمل ہو جانے پر یہ بند ایک ایسی جھیل کی شکل اختیار کرے گا جس کی اوسط چوڑائی ۱۰۰۰ فیٹ ہوگی۔ اور جو ۲۶ میل کے فاصلے پر افغانستان کی سرحد کو چھوئے گی۔

اس منصوبے سے سابقہ صوبہ سرحد کا ایک وسیع علاقہ سیراب ہوگا۔ پاور ہاؤس بند کے ٹھیک نیچے دریائے کابل کے داہنے کنارے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس میں چھ جنریٹر نصب کئے جا رہے ہیں جن میں سے ہر ایک چالیس ہزار کلوواٹ برقی قوت فراہم کریگا آبپاشی کی غرض سے یہاں سے دو بڑی نہریں نکالی جائیں گی . . . . جو بند کے دونوں طرف تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ خشک زمین کو نئی زندگی بخشیں گی۔

وارسک کی سرنگیں

وارسک منصوبے کا غالباً اہم ترین کارنامہ ساڑھے تین میل لمبی وہ سرنگ ہے جو دریا کے داہنی طرف سخت پہاڑ کو کاٹ کر نکالی گئی ہے۔ اسی طرح بائیں جانب چند پہاڑیوں کو کاٹ کر ۸۷۰۰ فیٹ لمبی سرنگ نکالی گئی ہے۔ پانی کی یہ عظیم گذرگاہیں کئی اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہیں۔

ان سرنگوں کی تعمیر آسان نہ تھی۔ انہیں بجا طور پر پاکستانی انجینئروں کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ تین میل لمبی سرنگ کاٹنے میں تیس ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ دھماکو اشیا نے اس مشکل کام میں مدد دی۔ سرنگوں کو اندر سے محفوظ کرنے کے لئے کنکریٹ کا پلاسٹر بھی کیا جا رہا ہے۔ اس کام میں انجینئرنگ کا جدید ترین ساز و سامان استعمال کیا گیا ہے۔

باہمی تعاون

وارسک منصوبے کو شروع ہوئے تقریباً چار سال گزر چکے ہیں اس کی کامیابی کا سہرا تقریباً ڈیڑھ سو کینیڈین اور چار سو پاکستانی انجینئروں کے سر ہے۔ ان کے علاوہ تقریباً آٹھ ہزار مزدوروں نے بھی یہاں دن رات کام کیا ہے۔ ان سب کے لئے یہاں ایک نو آبادی قائم ہو گئی۔ کینیڈین اور پاکستانی انجینئروں کے لئے پانچ سو آرام دہ بنگلے دریا کے اس طرف تعمیر کئے گئے اور دیگر کارکنوں کے لئے دریا کے دوسری جانب تقریباً چھ ہزار کوارٹر بنائے گئے۔ دو ہزار کے قریب مزدور ایسے ہیں جو صبح آتے ہیں اور کام ختم کر کے شام کو اپنے گھر واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ منصوبہ نہ صرف ایک بہتر مستقبل کا ضامن ہے بلکہ اس نے حال میں بھی سابقہ صوبہ سرحد کے بہت سے لوگوں کے لئے روزگار مہیا کیا۔

اس نو آبادی میں زندگی کی تقریباً تمام آسائشیں موجود ہیں۔ ڈاکخانہ، تارگھر، ٹیلیفون، بینک، دکانیں، جدید طرز کا ایک ہسپتال اور اسکول۔ الغرض وہ تمام ضروریات زندگی مہیا کر دی گئی ہیں جو یہاں کے باشندوں کو درکار ہو سکتی ہیں اور بچوں اور بڑوں کے لئے جسمانی تربیت اور کھیل کود کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے۔

یہ منصوبہ اس علاقے کے تمام باشندوں کے لئے زبردست افادیت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دریائے کابل یہاں شروع سے موجود ہے اور آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اس سے قبل یہاں آبپاشی کا کوئی معقول بندوبست کیوں نہیں کیا گیا؟ بات دراصل یہ ہے کہ پشاور کے شمال مغرب اور جنوب مشرق میں ۱۱۰،۰۰۰ ایکڑ ایسی زمین پڑی ہوئی ہے۔ جس میں کاشتکاری تو ہو سکتی ہے لیکن آبپاشی کے بغیر پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔

آبپاشی

اس پورے علاقے کی عام سطح دریائے کابل کی سطح سے کافی بلند ہے۔ دریائے کابل سے اس وقت تک کسی قسم کا کوئی استفادہ نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک اس کے پانی کو اٹھانے اور کھیتوں تک پہنچانے کا کوئی میکانی انتظام موجود نہ ہو۔ نہ صرف بلکہ یہاں ملاگوری پہاڑیوں کا طویل سلسلہ دریائے کابل اور ان کھیتوں کے درمیان ایک بہت بڑی رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ پانی موجود تھا لیکن سخت پہاڑوں کے پیچھے!

ان حالات کے پیش نظر یہ ضروری تھا کہ ان پہاڑیوں کو کاٹ کر ایک ایسی سرنگ نکالی جائے جہاں سے دریا کا پانی گزر کر آس پاس کے متذکرہ بالا خشک علاقے کو سیراب کر سکے یہی ہے وہ ۳½ میل لمبی سرنگ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے وارسک ڈیم کے عقب میں کافی بلندی پر پانی کو جمع کیا گیا ہے جہاں سے دو نہریں اس پانی کو کھیتوں تک پہنچائیں گی۔

اس لحاظ سے سرنگ کو پورے منصوبے کی جان کہا جا سکتا ہے آسانی کے لئے سرنگ کو ایک سرے سے کاٹنے کی بجائے دو مخالف سمتوں سے کاٹنا شروع کیا گیا۔ ہر سرے کے لئے ایک انجینئر علیحدہ مقرر کیا گیا۔ کینیڈا کے انجینئر اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے ہنرمندانہ استعداد کے علاوہ جدید طرز کا بہت سا ساز و سامان اور مشینیں بھی اپنے ساتھ لائے۔ پاکستانی انجینئروں نے ان مشینوں سے کام لیا۔ چٹان اتنی سخت ہے کہ اُسے اڑانے کی پہلی تین کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ کہیں کہیں چٹان اتنی بھربھری تھی کہ سرنگ مسدود ہو گئی۔ رفتہ رفتہ ان مشکلات پر قابو پایا گیا اور سرنگ بن کر تیار ہو گئی۔

روزگار کی صورت

وارسک منصوبہ آس پاس کے تمام علاقے کے لئے رحمت و خوشحالی کا پیام لایا۔ کام کرنے والوں میں تقریباً سات ہزار لوگ وہ ہیں۔ جو قبائلی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور پشتو بولتے ہیں۔ انہیں بہت اچھی مزدوری ملتی ہے۔ ان میں بڑھئی، معمار، پہاڑ کاٹنے والے اور معمولی مزدور سب ہی شامل ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو آج سے تین چار سال پہلے یہاں کام کرنے آئے اور اس وقت وہ کسی قسم کی فنی استعداد نہیں رکھتے تھے۔ یہاں انہوں نے کام سیکھا اور منصوبہ مکمل ہونے کے بعد بھی وہ آسانی سے معقول روزی پیدا کر سکیں گے۔

درخواست دعا

گذارش ہے۔ کہ خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ نے ایف اے کا امتحان دیا ہوا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں نمایاں کامیابی عطا فرمائے آمین

محمد اسماعیل سرور

ربوہ

قیمتوں کے کمیشن کی رپورٹ اگلے مہینے شائع کر دی جائے گی

"نہری پانی کا معاہدہ چند ہفتوں تک ہو جائے گا" (شعیب)

ڈھاکہ ۲۷ جولائی۔ مسٹر محمد شعیب وزیر خزانہ نے کہا ہے دریائے سندھ کے طاس کے پانی سے متعلق معاہدہ ہو جانے کے بعد پاکستان کو دس سال کی عبوری مدت کے لئے مشرقی دریاؤں سے پانی کی جو مقدار ملتی رہے گی۔ اس کے بارے میں پاکستان اور بھارت کی حکومتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ ان انتظامات کے بارے میں ابھی تک کوئی مفاہمت نہیں ہوئی جو اس مدت کے لئے کرنے مقصود ہیں۔

ان انتظامات کے لئے لندن میں پاکستانی وفد کے لیڈر مسٹر جی معین الدین اور عالمی بنک کے افسروں میں گفت و شنید جاری ہے آپ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ معاہدہ چند ہفتے کے اندر اندر ہو جائے گا۔

مسٹر شعیب بیگم شعیب کی معیت میں کل کراچی سے ڈھاکہ پہنچے ہیں۔ وہ ستائیس اور اٹھائیس جولائی کو ہونے والی گورنروں کی کانفرنس میں شریک ہوں گے۔

مسٹر شعیب نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ قیمتوں کے کمیشن کی رپورٹ اگست میں شائع کر دی جائے گی۔ لیکن آپ نے اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی۔ مسٹر شعیب اپنے قیام ڈھاکہ کی اثنا میں ایوان تجارت کے ارکان سے ملاقات کریں گے۔ وہ آج صدر مملکت کی معیت میں چٹا گانگ جا رہے ہیں۔

وزیر خزانہ نے کہا پاکستان عالمی بنک پر اپنی پوزیشن واضح کر چکا ہے۔ اور عالمی بنک اس پوزیشن کو اچھی طرح سمجھنے کے علاوہ اسے سراہ بھی چکا ہے۔ اب عالمی بنک کے افسر اس سلسلہ میں بھارتی وفد سے تبادلہ خیال کریں گے۔ آپ نے کہا میں ڈھاکہ میں صدر محمد ایوب خاں سے ملاقات کر کے انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کروں گا۔ پاکستان پریس ایسوسی ایشن کو ذمہ دار حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ پانی سے متعلق بین الاقوامی معاہدے پر اس وقت تک دستخط نہ ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی طرف سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ بھارت کو دس سال کے عرصے تک پاکستان کے لئے زائد پانی فراہم کرنا چاہیئے۔ لیکن بھارتی حکومت نے زائد پانی فراہم کرنے سے انکار کر دیا پاکستان نے زائد پانی کا مطالبہ اس لئے کیا ہے۔ کہ پاکستان کو اپنے زرعی پروگراموں کی تکمیل کے لئے نسبتاً پانی کی زیادہ مقدار کی ضرورت پڑے گی۔ چونکہ بھارت بھاکڑا بند کی تعمیر سے عہدہ برآ ہو چکا ہے۔ لہٰذا وہ آسانی سے پاکستان کیلئے زائد پانی فراہم کر سکتا ہے۔ بھارت مصر ہے کہ وہ چند سال سے پاکستان کے لئے پانی کی جو مقدار فراہم کرتا چلا آ رہا ہے۔ وہی مقدار آئندہ دس سال تک بھی فراہم کرتا رہے گا۔

مسٹر محمد شعیب چند دن پیشتر لندن گئے تھے انہوں نے عالمی بنک کے صدر اور نائب صدر سے ملاقات کی تھی۔ اور انہیں صحیح صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔

مشرقی پاکستان کے سرکاری افسروں سے صدر ایوب کا خطاب

(بقیہ صفحہ اول)

تلخ حقائق پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ جب سے پاکستان ایک آزاد خود مختار مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا ہے اسی زمانہ سے یہ مسائل چلے آ رہے ہیں۔ صدر نے کہا "پاکستان کے بانی ایک ایسی مملکت کے خواہاں تھے جہاں عوام آزادی کی فضا میں اپنی خواہشات کے مطابق ترقی کر سکیں کسی کے ذہن میں ہمسایہ ملکوں سے دشمنی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ بلکہ ہر کوئی ہمسایہ ملک سے دوستی کے رشتے استوار کرنے کی خواہش سے سرشار تھا لیکن افسوس ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں دوستی کا خواب پورا نہ ہوا۔ صدر نے کہا کہ "پاکستان اور ہندوستان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں سے بیشتر مسائل دونوں ملکوں کے کشیدہ تعلقات کا نتیجہ ہیں پاکستان ہندوستان سے ابتدائی دوستانہ تعلقات کا خواہاں ہے لیکن ساتھ ہی اس نے یہ عزم بھی کر رکھا ہے کہ وہ اپنی آزادی کا تحفظ کرے گا" ۔۔۔ اور کسی دوسرے ملک کا تسلط کبھی قبول نہیں کرے گا۔

صدر نے کہا کہ آزادی متاع گران بہا ہے اس آزادی نے اہل پاکستان کو بہت مواقع مہیا کئے ہیں ہماری خواہش ہے کہ لاپرواہی، کاہلی اور سیاسی حماقتوں کے باعث یہ آزادی خطرہ میں ۲۲

جانے پڑے۔

اشتراکی خطرہ

صدر نے اشتراکی نظریہ اور پاکستان بالخصوص مشرقی پاکستان میں اشتراکی اثر و نفوذ کے خطرے کا بھی ذکر کیا آپ نے کہا "شمال (چین) کی جانب سے اشتراکیت زیادہ دور نہیں اور بھارتی اشتراکیت تو ہمارے بالکل نزدیک ہے۔ یہ مشرقی پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لینے کی مسلسل کوششیں کرتی رہی ہے ہم سیاسی زندگی کے ان اہم حقائق کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔

صدر ایوب نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا ایک اور بڑا اہم مسئلہ غیر ذمہ دارانہ باتیں کرنے کا رجحان اور جذبات کی رو میں ۲۲

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

وہ پکار کر کہیں گے کہ "مسلمان وہ ہے جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قرآن کریم ہو" اسلئے ہمیں اس کے لئے کچھ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کوششوں کی برکت ہے کہ غیر مسلم دنیا خاص کر مغرب کی فضا کچھ کچھ بدلنے لگی ہے جس کا طعنہ ہم بھی اور صدق جدید کے مدیر محترم بھی سنتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جہاں اہل مغرب نے سینکڑوں کتابیں اسلام کے خلاف لکھی ہیں اور جہاں انہوں نے اسلام کے خلاف متذکرہ بالا الزام کو بڑے زور سے اچھالا ہے اب اسی مغرب سے اسلام کے دفاع میں آوازیں اٹھنے لگی ہیں۔ اور فخر کے لئے نہیں بلکہ محض تحدیث نعمت کے طور پر اس کے کہنے میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ مغرب کی فضا میں یہ دلکش تبدیلی بڑی حد تک احمدیت کے جہاد کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

لگا تھا چرخ کہن کو گرانے واعظ شہر
خدا کا شکر کہ پیر مغاں نے تھام لیا

۲۲ یہ کہ غیر حقیقت پسندانہ انداز فکر ہے آپ نے صحت مند، تعمیری اور ٹھوس انداز فکر کی ضرورت پر زور دیا۔